IQBAL REVIEW (64: 2)
(April – June 2023)
ISSN(p): 0021-0773
ISSN(e): 3006-9130

اقبال کی مغربی تہذیب پر تنقید: اسباب و محرکات–ایک اجمالی جائزہ

محمد رمضان جاوید

ABSTRACT

The aim of the subject article is to analyze iqbal's creative genius to counter European domination in material terms and romanticize oriental spiritualism. He was deep rooted in secrets of Islamic scholasticism besides having a full-handed approach in European philosophy. The exotic disciplines of erudition have no doubt enriched his scholarly talents. But to him, European civilization and culture is hollow and destablised without moral concerns. This article is conspicuous with Iqbal's criticism-on the European mechanization and fierce materialism to drag the humanity in a new form of bondage.

Keywords:

مغربی تہذیب، مغربی علم و فلسفہ، مادیت پرستی، روحانی اقدار، مادی ترقی، مشرقیت، ملتِ اِسلامیہ۔

اِس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اقبال مغربی تہذیب کو ایک صالح مسلم معاشرے کے لیے سمِ قاتل سمجھتے تھے۔ اُن کے کلام میں دو چیزیں پہلو بہ پہلو نظر آتی ہیں؛ ایک اِسلامی نظریۂ حیات کا پرچار اور دوسرا مغربی تہذیب و تمدن پر تنقید۔ انہیں مغربی تہذیب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ جب انہوں نے انگریزی تہذیب کا موازنہ اِسلامی تہذیب سے کیا تو اِسلامی تہذیب میں ہی اُن کو اِنسانیت کی خیر نظر آئی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بعض مذہب بیزار ناقدین اقبال کی مغرب مخالِف فکر کو ہدفِ تنقید بناتے ہوئے اُنہیں ایک مخصوص طبقے کا نمائندہ شاعر قرار دینے پر مُصر نظر آتے ہیں۔ روشن خیالی کے زعم میں مبتلا ایسے ناقدین اقبال کو محض ایک مذہبی شاعر ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

یہ دُرست ہے کہ انہیں قرآن، حدیث، فقہ اور تفسیر جیسے علوم نیز تصوّف کے اِسرار و رموز سے گہرا شغف تھا۔ مگر اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ مغرب کے فلسفہ و ادب سے لابلد تھے۔ انہوں نے مغربی ادبی سرمائے کا بھرپور مطالعہ کیا۔ انہوں نے شیکسپیئر، گوئٹے، مِلٹن، ورڈز ورتھ، لانگ فیلو اور ٹینی سن جیسے شعرا کے فن کو نہ صِرف سراہا ہے بلکہ اُن سے اخذ و استفادہ بھی کیا ہے۔ اِس ضمن میں اُن کی بہت ساری مشہور نظمیں (پرندہ اور جگنو، ایک مکڑا اور مکھی، ایک پہاڑ اور گلہری، ایک گائے اور بکری اور پرندے کی فریاد وغیرہ) بطور مثال پیش کی جا سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں اقبال نے ہیگل، کارل مارکس، نطشے اور برگساں جیسے صاحبانِ فکر کے نظریات کا دِقتِ نظر سے مطالعہ کیا اور فکری و نظری بنیادوں پر ردّ و قبول کا روّیہ اختیار کیا:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند[1]

اقبال کے اِسلام پسندانہ اور مغرب مخالفانہ افکار کو محض متعصبانہ قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کے افکار و نظریات وسیع و دقیق مطالعہ اور عمیق مشاہدہ کا منطقی نتیجہ ہیں۔ انہوں نے مغربی عِلم و فلسفہ کا گہرا مطالعہ کرنے اور یورپی تہذیب کو قریب سے دیکھنے کے بعد، مغربی تہذیب پر ناقدانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔

اقبال نے قیامِ یورپ کے دوران میں مغربی تہذیب کا بغور مشاہدہ کیا اور اسے نہایت کھوکھلا اور کمزور پایا۔ گویا اقبال فرنگی تہذیب کے کمزور اور تاریک پہلوؤں کے عینی شاہد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں

نے جس شد و مد کے ساتھ یورپ اور اہلِ یورپ پر تنقید کی ہے اُس کی مثال کسی دوسرے ادیب یا شاعر کے ہاں نہیں ملتی۔ جیسا کہ پروفیسر سید امیر کھوکھر لکھتے ہیں:

> یورپ، مغرب اور فرنگ کے الفاظ جس تواتر و توافر اور کثرت سے اقبال کی نظم و نثر میں استعمال ہوئے؛ شاید ہی کسی دوسرے شاعر، مفکّر، ادیب یا فلسفی کے کلام میں دکھائی دیں۔ انہوں نے مغرب کے ماحول، ثقافت اور افکار و نظریات کو دیکھا، جانچا اور اس پر تنقیدی نظر ڈالی۔ مغربی تہذیب کے منفی اثرات سے انہوں نے اپنی قوم کو بروقت متنبہ کیا اور اُس سے بچنے کی تلقین کی۔ اقبال مغرب کے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ثقافتی نظام کو مشرقی اقوام کے لیے زہر قاتل سمجھتے تھے۔[۲]

اقبال ایک صاحبِ بصیرت اور دیدہ ور مفکّر تھے۔ انہیں فرنگی تہذیب کی بنیادی کمزوریوں کا کامل ادراک تھا۔ انہیں اس حقیقت کا بہ خوبی اندازہ تھا کہ مغربی تہذیب مادیت پرستی کا شکار ہے۔ وہ اخلاقی و روحانی اقدار سے تہی دامن فرنگی تہذیب کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے گویا ہیں کہ:

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ رُوح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف[۳]

محوّلا بالا اشعار کے تناظر میں مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کا درج ذیل توضیحی بیان قابلِ فہم اور لائق اعتنا ہے، مولانا موصوف کے بقول:

> اِقبال نے فرنگی تہذیب کی بنیادی کمزوریوں، اُس کے دہتے ہوئے پہلوؤں اور اُس عنصری فساد اور بگاڑ کو دیکھ لیا تھا، جو اس کی سرشت اور طینت میں موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ مغربی تہذیب سے متأثر ذہن مذہب اور اخلاقی و روحانی اقدار کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے۔ انہوں نے فسادِ قلب و نظر کو اس تہذیب کی روح کی ناپاکی کا ثمر بتایا ہے جس نے اُس سے قلبِ سلیم کی دولت چھین لی۔[۴]

اقبال کو سیاست سے کبھی کد نہیں رہی مگر وہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کو مثبت اور صحت مند سیاست کا جُزوِ لاینفک خیال کرتے ہیں۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ اہلِ مغرب کے ہاں روحانیت کا فقدان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تہذیبِ مغرب کی پروردہ سیاست کو ایک دیوِ بے زنجیر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے بقول:

ہوئی ہے ترکِ کلیسا سے حاکمی آزاد
فرنگیوں کی سیاست ہے دیو بے زنجیر[۵]

اقبال کی یہ خواہش تھی کہ ملتِ اِسلامیہ اپنی فکر کا محور و مرکز اُن تصوّرات کو بنائے جن پر اِسلامی تہذیب کی حقیقی اساس اُستوار ہے۔ وہ تہذیبی ارتقا کے لیے ''فقرِ غیور'' کی اہمیت پر زور دیتے ہیں :

رُوحِ اِسلام کی ہے نُورِ خودی نارِ خودی
زندگانی کے لیے نارِ خودی نُورو حضور
لفظ اِسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اِسی دین کا ہے ''فقرِ غیور''[۶]

اقبال یورپ کی ظاہری چکا چوند سے کبھی متاثر نہیں ہوئے۔ اُن کے نزدیک یورپ کی مادی ترقی نیز سائنسی اور مشینی ایجادات بجائے خود اِنسانیت کے لیے بڑا خطرہ ہیں۔ اشتراکیت پسندوں نے جس مغربی تہذیب کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا، اُس تہذیب کا نقشہ اقبال نے اپنی شہرہ آفاق نظم ''لینن خدا کے حضور میں'' میں کھینچا ہے۔ انہوں نے لینن کی زبانی اُن سربستہ اِسرار سے پردہ اُٹھایا ہے جن میں مغربی تہذیب کا مکروہ چہرہ مخفی تھا۔ یہ نظم فکر و فن کا حسین مرقع ہے، اقبال نے فحاشی، عریانی اور مے نوشی جیسے رذائل کو طنزاً افرنگی مدنیت کے نمایاں کارنامے اور فتوحات قرار دیا ہے۔ یہاں وہ لینن کے ہم نوا نظر آتے ہیں۔ مذکورہ نظم کے چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں:

یورپ میں بہت روشنی عِلم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
رعنائی تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات
یہ عِلم، یہ حکمت، یہ تدبّر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات
بیکاری و عُریانی و میخواری و افلاس

کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات
ہے دِل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات[7]

تاریخی شعور کے حامل محققین وناقدین ٹھوس دلائل کی روشنی میں اقبال کے مغرب مخالف موَقف کواُن کی سیاسی بصیرت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اقوام عالم خصوصاًملت اِسلامیہ کے وسیع تر مفاد میں فرنگی تہذیب کا اصل چہرہ منظرِ عام پر لانا وقت کا تقاضا تھا۔ اقبال نے یہ ذمہ داری احسن طریقے سے انجام دی۔ اِس ضمن میں ”مختصر تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان وہند“ سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو جس میں اُن اسباب اور محرکات کی نشان دہی کی گئی جن کی بنا پر اقبال نے مغربی تہذیب پر تنقید کی:

اقبال کا زمانہ مغربی استعمار، مغربی فکر اور مغربی تہذیب وتمدن کے غلبے اور برتری کا زمانہ تھا۔ اقبال ابنائے وطن، امتِ مسلمہ اور عالمِ انسانی میں جس نوع کی تبدیلی اور انقلاب کے متمنی تھے، وہ مغرب کے سیاسی اور استعماری غلبے کو توڑے بغیر اور مغرب کی فکری و ذہنی غلامی سے آزادی حاصل کیے بغیر ممکن نہ تھا، اِس کے لیے ضروری تھا کہ مغرب کی تہذیب، تمدّن، ثقافت، معیشت، سیاست اور فکر غرض اس کے مختلف شعبوں کے اصولوں اور فلسفوں کی اصل حقیقت کھول کر بیان کر دی جائے اور یہ واضح کر دیا جائے کہ استعماری قوتوں کی پروردہ تہذیب مغرب اپنے مسموم اثرات کے سبب عالمِ انسانیت خصوصاً ملتِ محمدیہ کے لیے زہرِ ہلاہل سے بڑھ کر خطرناک اور نقصان دہ ہے۔[8]

اقبال مغربی تہذیب کی پیروی کو ذھنی غلامی سے تعبیر کرتے ہیں جو انہیں کسی طور گوارا نہیں۔ انہیں اہلِ ہند اور اہلِ عجم کے تہذیبی اعتبار سے مغلوب الغرب اور مرعوب ہونے سے جو اندیشہ اور فکر لاحق تھی، اُس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

کس درجہ یہاں عام ہوئی مرگِ تخیّل
ہندی بھی فرنگی کا مقلّد، عجمی بھی
مجھ کو یہی غم ہے کہ اس دور کے بہزاد
کھو بیٹھے ہیں مشرق کا سرورِ ازلی بھی[9]

اقبال خودی کے علمبردار اور مشرقیت کے دِلدادہ تھے۔ اُن کی نظر میں فرنگی تہذیب سے متأثر نوجوانانِ ملتِ اِسلامیہ خود فریبی اور خود فروشی کا شکار ہو رہے تھے۔ اُن کی مشہور نظم ”جاوید کے نام“

سے چند اشعار ملاحظہ ہوں جس میں وہ بظاہر اپنے بیٹے جاوید سے مخاطب ہیں مگر در حقیقت اہلِ ہند کے نوجوانوں کو تلقین کر رہے ہیں کہ

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر[۱۰]

اقبال کے مزاج میں مغرب کے خلاف فکری مخاصمت اور بغاوت آمیز لہجے کے اسباب اور وجوہات میں سے مغربی تہذیب کی مادیت پرستانہ سوچ، روحانیت کا فقدان، الحاد کی طرف میلان، مذہبی اقدار کی بے قدری اور دیگر اقوام پر غلبہ حاصل کرنے کی کاوشیں اور سازشیں سرِ فہرست ہیں۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں:

مغرب کے خلاف بغاوت کے جتنے محرکات و عوامل ہو سکتے تھے وہ اقبال کی طبیعت میں بیک وقت جمع ہو گئے، انہوں نے مغرب کی تہذیب اور اس کے فکر و عمل کا پورا جائزہ لیا اور انہیں مغرب کی تعبیر میں جو خرابی کی صورتیں مضمر تھیں نظر آنے لگیں۔[۱۱]

زیرِ نظر مضمون کی مناسبت سے؛ ذیل میں کلیاتِ اقبال (اردو) سے ماخوذ چند منتخب اشعار پیش کیے جاتے ہیں، جن سے مغربی تہذیب، مغربی طرزِ فکر و طرزِ حیات اور اہلِ مغرب سے متعلق اقبال کے تاثرات، تحفظات اور خدشات کے اسباب کی وضاحت نیز تفہیم میں مدد ملے گی:-

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے نمناک نہیں ہے[۱۲]

***

مے خانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اوّل دیتے ہیں شراب آخر[۱۳]

***

نہ کر افرنگ کا اندازہ اُس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی براقی[14]

***

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیش جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام ! وائے تمنائے خام[15]

***

یہ عیش فراواں، یہ حکومت یہ تجارت
دل سینہ بے نور بے محروم تسلّی
تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے
یہ ہے وادی ایمن نہیں شایان تجلّی
ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب فرنگی
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولّی[16]

***

ہوا اس طرح فاش رازِ فرنگ
کہ حیرت میں ہے شیشہ بازِ فرنگ
پرانی سیاست گری خوار ہے
زمیں میر و سلطان سے بیزار ہے
گیا دورِ سرمایہ داری گیا
تماشہ دکھا کر مداری گیا[17]

***

نہیں ہنگامہ پیکار کے لائق وہ جواں
جو ہوا نالہ مرغان سحر سے مدہوش
مجھ کو ڈر ہے کہ طفلانہ طبیعت تیری
اور عیار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش[۱۸]

***

نظر کو خِیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
وہ حکمت ناز تھا جس پر خرد مندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجہ خونیں میں تیغ کار زاری ہے
تدبّر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدّن کی بنا سرمایہ داری ہے[۱۹]

***

اِس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم
تفریقِ مِلل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اِسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم[۲۰]

***

وہ فکرِ گستاخ جس نے عُریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اُسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اُس کا آشیانہ
جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرَنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ[۲۱]

***

تری حریف ہے یارب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اس کے پُجاری فقط امیر و رئیس
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تُو نے
بنائے خاک سے اُس نے دو صد ہزار ابلیس[۲۲]

***

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تُم سمجھ رہے ہو، وہ اب زرِ کم عیار ہو گا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا[۲۳]

***

حوالہ جات و حواشی

[۱] محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص۳۳/۳۵۷

[۲] سید امیر کھوکھر، پروفیسر، اِقبال اور مغربی مفکّرین، ایک تنقیدی جائزہ 'مشمولہ، "اِقبال اور مغربی مفکّرین"، جگن ناتھ آزاد، جہلم: بک کارنر، ۲۰۱۶ء، ص۱۱

[۳] محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص۸۵/۵۸۵

[۴] سیّد ابوالحسن ندوی، مولانا، نقوشِ اِقبال، کراچی: مجلس نشریاتِ اِسلام، ۱۹۸۸ء، ص۱۷

[۵] محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص۱۶۵/۶۶۵

[۶] ایضاً، ص۴۳/۵۴۳

[۷] ایضاً، ص۱۱۰/۴۳۴

[۸] خواجہ محمد زکریا (مدیر عمومی)، مختصر تاریخِ اَدبیاتِ مُسلمانانِ پاکستان و ہند، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۶ء، ص۵۴۱-۵۴۲

---

۹ محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص ۱۳۵/ ۶۳۵

۱۰ ایضاً، ص ۱۵۳/ ۴۷۷

۱۱ خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر، فکرِ اقبال، لاہور: ۲۔ کلب روڈ، ۲۰۱۳ء، ص ۱۷۸

۱۲ محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص ۴۵/ ۳۶۹

۱۳ ایضاً، ص ۵۸/ ۳۸۲

۱۴ ایضاً، ص ۶۳/ ۳۸۷

۱۵ ایضاً، ص ۶۶/ ۳۹۰

۱۶ ایضاً، ص ۱۵۱/ ۶۵۱

۱۷ ایضاً، ص ۱۲۷/ ۴۵۱

۱۸ ایضاً، ص ۱۸۴/ ۶۸۴

۱۹ ایضاً، ص ۲۸۹/ ۳۰۵

۲۰ ایضاً، ص ۷۰/ ۵۷۰

۲۱ ایضاً، ص ۱۳۵/ ۴۵۹

۲۲ ایضاً، ص ۱۵۴/ ۶۵۴

۲۳ ایضاً، ص ۱۵۱/ ۱۶۷